بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلمۃ الحرمین — فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عزیز زبیدی

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُہَا وَلَا دِمَاؤُھَا ....!

قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے، لیکن قربانی دینے والا ؟

ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"ماعمل ابن آدم من عمل یوم النحر احبّ الی اللہ من اھراق الدّم" (ترمذی)

یعنی "ابنِ آدم کے اعمال میں سے یوم النحر کو قربانی کے جانور کے گلے پر چھری پھیر کر خون بہانا اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل ہے۔"

—— اس احتیاط کے ساتھ کہ قربانی کا جانور لنگڑا نہ ہو، کانا نہ ہو، بیمار نہ ہو، لاغر نہ ہو، اس کے سینگ ٹوٹے ہوئے نہ ہوں اور کان داغدار نہ ہوں!

لیکن سوال یہ ہے کہ خون جانور کا بہے، اور "حسنِ عمل" انسان کا شمار ہو، آخر اس کی کیا تُک ہے؟ —— بقول کسے ؏

وہی ذبح کرے ہے وہی لے ثواب الٹا؟

جواب واضح ہے کہ قربانی دینے والا جانور کے گلے پر چھری رکھ کر گویا یہ عہد کرتا ہے کہ: الٰہی، یہ مال کی قربانی ہے، تیری راہ میں اگر جان کی ضرورت پڑی تو اسی طرح اپنے خون کا ہدیہ بھی پیش کر دوں گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قربانی پر چھری چلاتے تو اسے قبلہ رُو کر کے "اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ الخ" پڑھتے کہ اے اللہ، میں نے اپنا رُخ تیری طرف کر لیا، ہر طرف سے منہ موڑ کر تیرا ہی ہو کر رہ گیا —— میری نماز، میری قربانی، حتیٰ کہ میرا جینا اور مرنا سب تیرے ہی لیے ہے! —— اور یہی قربانی کا مقصود بھی ہے،

ورنہ اللہ ربّ العزّت تک نہ تو ان قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون — ہاں اسے تو بندوں کی طرف سے تقویٰ درکار ہے :

"لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ!"

(الحج : ۳۷)

چنانچہ قربانی کے جانور کی طرح قربانی دینے والے کو بھی ہر قسم کے عیب سے پاک ہونا چاہیے — مثلاً :

۱۔ وہ لنگڑا نہ ہو، مبادا صراطِ مستقیم سے پھسل جائے — ہاں بلکہ راہِ حق کا راہی ہو اور چال بھی بے ڈھنگی نہ ہو — اسی طرح "آدھا تیتر آدھا بٹیر" بھی نہ ہو، بلکہ اس کی زندگی میں نفس و شیطان کا قطعاً ساجھا نہ ہو :

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ" (البقرۃ : ۲۰۸)

"ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو!"

۲۔ وہ کانا نہ ہو، یعنی کج بینی کا ایسا مریض نہ ہو کہ آنکھ میں نہ رب کی شرم رہے نہ بندوں کی حیا — یا حق سے آنکھیں بند کر کے دل کے اندھے پن کا روگی نہ ہو جائے کہ کبھی اِدھر دیکھے اور کبھی اُدھر، اسے تو بس حکم ہے کہ یکسو ہو کر صرف رب کو دیکھے — اسی کی راہ اور اسی کی مرضی و منشا کو دیکھے، کیونکہ محبوبِ ربّ العالمین کا یہی اسوۂ حسنہ ہے :

"مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" (النجم : ۱۷)

"ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی!"

۳۔ وہ بیمار یا روحانی مدقوق نہ ہو، کتاب و سنّت کی پاکیزہ تعلیمات سے اسے وحشت نہ ہوتی ہو — ایسا نہ ہو کہ اسوۂ حسنہ کے تصور سے اس کے دل کی دنیا پر اوس پڑ جاتی ہو — دنیا کی ہر بد بلا سے تو اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہو، مگر حق کا نام سنتے ہی اسے ٹی بی ہو جاتی ہو :

"رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِىِّ عَلَيْهِ

مِنَ الْمَوْتِ ۔" (محمد : ۲۰)

"جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے، آپ انھیں دیکھیں گے کہ وہ آپؐ کی طرف (خوف زدہ) دیکھ رہے ہیں، جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو!"

۴۔ وہ لاغر بھی نہ ہو کہ راہِ حق پر چلنے سے اس کی سانس پھولنے لگے۔ قرآن وحدیث کی بات آجائے تو ذہنی کوفت سے اس کے دل پر انقباض طاری نہ ہو۔ اسلامی سفرِ حیات میں وہ تھکنے کا نام نہ لے، چند قدم چل کر دم نہ لینے لگ جائے، بلکہ دم بہ دم تازہ دم رہے اور جواں ہمت نکلے — کیونکہ جن کو رب تعالیٰ کی معیت کا احساس ہوتا ہے، وہ ایسا ہی کرتے ہیں:

"وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۔" (الانبیآء: ۱۹-۲۰)

"اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ تکبر کرتے ہیں نہ اکتاتے ہیں — دن رات اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ تھمتے ہیں!"

۵۔ اس کے سینگ ٹوٹے ہوئے نہ ہوں کہ دینِ حق کے سلسلہ کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے وہ قابل ہی نہ رہے — یا دماغ ایسا نہ رہے جو دین کو سمجھ سکے، یا سوچ میں وہ دم خم نہ رہے جو حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکے — وہ اور تو سبھی کچھ اپنے سر لے سکے، ہاں اگر حوصلہ نہ پڑے تو صرف اسلامی طرزِ حیات اور ذمہ داریوں کا نہ پڑے — فرامینِ الٰہیہ کی تعمیل کا مرحلہ درپیش ہو تو مرنے ہی نہ لگ جائے:

"كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۔" (الانفال: ٦)

"گویا انھیں زبردستی موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے اور وہ (موت کو آنکھوں) دیکھ رہے ہیں۔"

٦۔ اس کے کان بھی داغدار، یعنی ایسے کچے اور خام نہ ہوں کہ کسی کی چکنی چپڑی باتیں سن کر کتاب وسنت سے اس کا دل ہی اکھڑنے لگ جائے — مثلاً سوشلسٹ کے پاس دو دن بیٹھے تو اسی کا ہو جائے، عجمی دانشوروں کے دو بول سنے تو قرآن وحدیث اسے پھیکے نظر آنے لگیں، بے خدا حکمرانوں کے حضور شرفِ باریابی نصیب

ہوا تو رب کا دربار ہی اسے بھول جائے ــــ حتیٰ کہ رب کی توحید کا ذکر سن کر اس کا دل بھنچنے لگ جائے :

"وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ج وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ"

(الزّمر : ۴۵)

"جب تنہا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ، ان کے دل بھنچنے ، منقبض ہونے لگتے ہیں ــــ اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ بس خوش ہی ہو جاتے ہیں !"

مختصراً یہ کہ جن امور کی تلاش ایک بے زبان ، غیر مکلف اور بے خبر جانور میں روا رکھی جاتی ہے ، اس سے کہیں بڑھ کر ان خوبیوں کی تلاش ان میں ہونی چاہیے جو زبان بھی رکھتے ہیں ، مکلّف و جواب دہ بھی ہیں اور باہوش و باخبر بھی ــــ کیونکہ اللہ رب العزت کے ہاں ان بکروں چھتروں کا اصل لحاظ نہیں ہے ، وہاں جتنا کچھ ہے وہ صرف قربانی دینے والے سے متعلق ہے ــــ اس کا ارشاد ہے کہ گوشت و پوست کا میں گاہک نہیں ، میری نگاہ تو بس قربانی دینے والے کے دل کی دھڑکنوں پر لگی رہتی ہے :

"لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ !"

ــــ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ !

- حرمین خود پڑھیں ، دوسروں کو پڑھائیں ــ اس کی توسیعِ اشاعت میں حصّہ لینا آپ کا دینی فریضہ ہے ۔
- وی پی پی طلب کرنے کی بجائے اپنا زرِ سالانہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں ، اور زائد خرچ سے بچیں ۔

شکریہ !

(مینیجر)